

موت کا شہزادہ

1398ء بر صغیر کی مکمل بربادی کا سال تھا۔ ایسا المناسک سال جس میں لاشیں گنے والا بھی کوئی نہیں بچ پایا تھا۔ دہلی میں تغلق خاندان کی حکومت اندر وہی خلفشار کا شکار تھی۔ ناصر الدین تغلق بر صغیر کا حاکم تھا۔ وسطیٰ ایشیاء اس وقت تیمور لنگ کی گرفت میں تھا۔ انسانی تاریخ کا وہ کردار جس کی سفا کی کی مثال دینا مشکل ہو جاتی ہے۔ منگلوں کے لشکر انسانی کھوپڑیوں کے مزار بناتے تھے۔ اور بعضیہ یہی شوق تیمور لنگ کا بھی تھا۔ وہ جہاں بھی حملہ کرتا تھا، بلا تخصیص مذہب، شہریوں کو قتل کرتا جاتا تھا۔ ایران اور اس کے ساتھ کے تمام علاقوں تیمور نے روندہ اعلیٰ تھے۔ تیمبر 1398ء کو یہ قیامت بر صغیر پر ٹوٹی تھی۔ دریائے سندھ عبور کرنے کے بعد ملتان تک کسی نے اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کی۔ بھٹنار واحد علاقہ تھا جہاں ہندو راجپوت اور مسلمان، لشکر بنا کر اس کے سامنے آئے تھے۔ اس کی سزا یہ دی گئی کہ بھٹنار شہر کے تمام مردیں کر دیے گئے۔ تیمور کی فوج نے گھروں میں گھس کر شہریوں کی ایک ایک پائی لوٹ لی۔ ان تمام واقعات کو تھوڑی دیر کیلئے بھول جائیے۔ دہلی کے نزدیک سلطان ناصر الدین اور امیر تیمور کی فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ ناصر الدین کے لشکر میں ہزاروں ہاتھی تھے جن کے دانتوں پر زہر لگا دیا گیا تھا۔ ان کو لو ہے کی زنجیروں سے جنگی لحاظ سے آراستہ بھی کیا گیا تھا۔ امیر تیمور کے فوجی ہاتھیوں سے ڈرتے تھے۔ اس کا عسکری علاج یہ کیا گیا۔ کہ تیمور نے دس ہزار اونٹ اکٹھے کئے۔ ان پر خشک لکڑیاں لا دکر انہیں آگ لگادی گئی۔ جب جلتے ہوئے اونٹوں کو ہاتھیوں کے لشکر کی طرف ہانکا گیا تو ہاتھی گھبرا گئے۔ انہوں نے اپنے ہی لشکر کو کچلنا شروع کر دیا۔ انگارہ بنے ہوئے اونٹ ہاتھیوں کو فنا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ بڑے آرام سے امیر تیمور جنگ جیت گیا۔ اور اب دہلی پہنچ گیا۔ مگر ٹھہر جائیے۔ دہلی پہنچنے سے بہت پہلے، بلکہ تغلق خاندان کی فوج سے لڑائی سے بھی پہلے۔ امیر تیمور نے ایک لاکھ کے قریب مقامی انسان ذبح کروائے۔ یہ تمام عام شہری اور جنگی قیدی تھے۔ اس میں مسلمان اور ہندو بلکہ تمام مذاہب کے لوگ شامل تھے۔ خود اندازہ لگا لجھے کہ حتیٰ جنگ سے پہلے ہندوستان کے عام لوگوں کے لئے کیسی قیامت برپا ہوئی ہوگی۔

یہ سب کچھ تو ایک طرف۔ مگر جو ظلم اس سفا ک انسان نے دہلی پر ڈھایا۔ وہ انسانی فہم سے بھی بالاتر تھا۔ جب دہلی میں فاتح کے طور پر داخل ہوا، تو حکم دیا کہ جو شہری تاوان ادا کرے گا، اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ چنانچہ تین چار دن ایسے ہی ہوتا رہا۔ تیمور صرف اندازہ لگا رہا تھا کہ اس شہر کے مالی حالات کیا ہیں۔ جب یقین ہو گیا کہ یہ شہر امیر ہے تو قتل عام اور لوٹ مار کا حکم دیا۔ پورے تین دن اور تین راتیں، اس کا لشکر دہلی کے ہر گھر کو لوٹا رہا۔ گھر پر حملہ ہوتا تھا۔ انہیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہر قیمتی چیز حاضر کر دو۔ جب زیورات اور دیگر سامان سامنے آ جاتا تھا۔ تو پھر اپنے وعدے کو توڑتے ہوئے تمام مردوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ بوڑھی خواتین کے لپستان کاٹ کر انہیں دردناک موت کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ جوان لڑکیوں اور بچوں کو غلام بنالیا جاتا تھا۔ تاریخ میں درج ہے کہ

دہلی اور اس کے اطراف میں امیر تیمور نے نوے ہزار لوگوں کو قتل کیا۔ خوبصورت ترین عورتیں اس کے حرم میں شامل کر دی جاتی تھیں۔ یہ ظالم آدمی دہلی میں صرف پندرہ دن ٹھہرا۔ مگر دہلی ایسا اجراء کہ اگلے ایک سو سال تک دوبارہ خوشحال نہ ہو پایا۔ تاریخ دان بدایوں کی لکھتا ہے کہ اجرے نے کے دو ماہ بعد تک، دہلی میں اتنا ڈر اور خوف پھیل گیا تھا کہ پرندے تک غائب ہو چکے تھے۔ لاشوں کے تعفن سے فضامیں حدود جہے بدبو ہی بدبو تھی۔ وبا بھی پھوٹ پڑی تھی اور دہلی اگلی ایک صدی کے لئے صرف قبرستان بن چکا تھا۔ جوان لڑکے اور لڑکیوں کو غلام بنانا کر پیدا، دہلی سے امیر تیمور کے دارالحکومت کی طرف لے جایا گیا تھا۔ پیروں میں بیڑیاں پہننے ان انسانوں میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ کثیر تعداد راستے ہی میں تکالیف کی وجہ سے مرگی تھی۔ باقی لوگوں کو منڈیوں میں فروخت کر دیا گیا تھا۔ دہلی سے لوٹ مار کے سامان کو اٹھانے کے لئے دس ہزار خچر، آٹھ ہزار اونٹ اور ان گنت مال برداری کے جانور استعمال کیے گئے تھے۔ خود اندازہ لگا لیجئے کہ برصغیر اور خصوصاً دہلی کو کس بے دردی سے لوٹا گیا تھا۔ تیمور لنگ کو اس کے مظالم کی بدولت ”موت کا شہزادہ“ کہا جاتا تھا۔

طالب علم کی حیثیت سے ان تمام ظالم بادشاہوں کو شدید ناپسند کرتا ہوں، جنہوں نے انسانوں پر ظلم ڈھائے۔ قتل عام کیا اور اپنے جر کے سہارے لوگوں کو لوٹتے رہے۔ تیمور لنگ انہیں ناپسندیدہ کرداروں میں سے ایک ہے۔ مسلمان ہونے کے باوجود یہ ظالم شخص اسلام کے افاقتی پیغام، رحم، عدل اور انصاف کو کبھی بھی خاطر میں نہ لایا۔ لوگوں کے دلوں کو فتح کرنے کے بجائے وہ صرف علاقے فتح کرتا رہا۔ بہرحال آج خاکسار کو یہ سب کچھ لکھنا پڑا۔ مقصد آپ کو آٹھ نو صدیاں پہلے کے ڈاکو اور قاتلوں کی تاریخ بتانا نہیں۔ مقصد بالکل متفاہد ہے۔ ہمارے وزیر اعظم حال ہی میں ازبکستان کا انتہائی کامیاب دورہ کر کے واپس تشریف لائے ہیں۔ وزیر اعظم دورہ کے آخری حصہ میں امام بخاریؓ کے مزار پر بھی تشریف لے گئے۔ جو کہ تاریخ اسلام کے ایک جگہ گاتے ہوئے ستارے تھے اور ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی امیر تیمور کے مزار پر بھی گئے ہیں۔ یہ ان کی ذاتی صواب دید ہے کہ بیرون ملک کس جگہ جاتے ہیں یا کس جگہ پر نہیں جاتے۔ یہ ازدواج ہم ہے کہ ہمارے سربراہ مملکت کو تاریخی طور پر فہم ہو کہ برصغیر کے حوالے سے کون سی اہم جگہ شجر منوہ ہے۔ ہندوستان کی مقامی تاریخ کے تناظر میں امیر تیمور کسی طور پر ایک پسندیدہ کردار کے طور پر سامنے نہیں آتا۔ ہمارے مقامی سفیر اور دفتر خارجہ کے افسروں کو یہ حقیقت، محترم عمران خان کے سامنے سرکاری دورے سے پہلے یا اسکے دوران رکھنی چاہیے تھی۔ اگر اس اور اک کے بعد بھی وزیر اعظم وہاں جانے کی ضد کرتے تو یہ انکا سرکاری اختیار ہے۔ مگر طالب علم کو ایسے لگتا ہے کہ وزیر اعظم کو تیمور لنگ کے بارے میں غیر معتصب معلومات فراہم نہیں کی گئی۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ازبکستان جانے سے پہلے، وزیر اعظم نے تاریخ پر نظر نہ ڈالی ہو۔ علم نہیں ہے کہ خان صاحب کو پڑھنے کا کتنا شوق ہے۔ کہتے تو وہ یہی ہیں کہ بہت کتابیں پڑھتے ہیں۔ تو پھر تیمور لنگ کے مظالم کے متعلق انہیں علم ہونا چاہیے تھا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ دنیا کا کوئی بھی صدر اور وزیر اعظم جرمنی جائے۔ اور وہاں ساٹھ لاکھ یہودیوں کو قتل کرنے والے کسی نازی لیڈر کی

سادھی پر چلا جائے۔ لازم ہے، اس سے کوئی معقول تاثر نہیں ابھرے گا۔ علم نہیں ہے کہ عمران خان کے ارد گرد کتنے صاحب علم افراد موجود ہیں۔ خان صاحب کا تاریخی فہم کس مطالعہ سے کشید کیا ہوا ہے۔ انہیں تاریخ کا دقيق علم ہے بھی کہ نہیں! کم از کم خاکسار اس معاملے میں کچھ عرض کرنے سے قاصر ہے۔ مگر ”موت کے شہزادے“ کے مزار پر نہ جانا، جانے سے بہت بہتر تھا۔ بہر حال عمران خان ایک ”دیومالائی“ وزیر اعظم ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ امیر تمیور یا اس کی سوچ کو پسند کرتے ہوں؟ کیا کہا جا سکتا ہے۔ خاموشی ہی بہتر ہے!